(دو ایڈیشن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ

قائم کرو نماز کو سورج کے ڈھلنے کے وقت

رسالہ

ظہور اللمعۃ فی ظہر الجمعۃ

مؤلفہ

حضرت مولانا مولوی ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ

الناشر

(حضرت میاں) رحمت علی صاحب موضع گھنگ ڈاکخانہ کاہنا کاچھا ضلع لاہور

بہ تصحیح

مولانا مولوی مناظر اسلام محمد عمر صاحب اچھرہ - لاہور

۱۹۵۹ء

سنہ ۱۳۷۹ھ

(دوسرا ایڈیشن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ

قائم کرو نماز کو سورج کے ڈھلنے کے وقت

رسالہ

ظهور الرأيات في ظهر الجمعة

مؤلفہ

حضرت مولانا مولوی ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ

الناشر

حضرت میاں رحمت علی صاحب موضع گھنگ ڈاکخانہ کاہنا کاچھا ضلع لاہور

بہ تصدیق

مولانا مولوی مناظر اسلام محمد عمر صاحب اچھرہ - لاہور

۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء

ہیں شک ہے جیساکہ صلاح کے اخیر تصریح ہے اور نیز صدیق حسن بھوپالی جو وہ بھی نہایت مطیع و مقلد
قاضی شوکانی کا در بہیہ کی شرح روضہ ندیہ میں اسی حدیث تبصرہ والی دو نقل لکھتا ہے ایک مرسل ہونا
بقیہ بن ولید راوی کا سند میں آنا دیکھو صفحہ ۹۵ سطر ۱۹) مطبوعہ لکھنؤ ہیں پس ایسی غیر صحیح حدیث سے
عین کو اٹھانا اور صحیح حدیثوں کو پس پشت ڈالنا سخت بے دینی ہے۔ طرفہ تر اور یہ ہے کہ حافظ محمد
الواح محمدی کے باب جمعہ صفحہ ۱۱ میں صحیح مسلم کی وہ حدیث جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اس کا پہلا فقرہ
صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی و ہل اتک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے انتہی
نقل کیا ہے اور پچھلا فقرہ کہ جب عید اور جمعہ ایک ہی دن میں ہوتے تو وہ دونوں نمازوں میں یہ دونوں
پڑھتے تھے انتہی اس کو ذکر نہیں کیا تاکہ ان کے مسئلے رخصت جمعہ کا رد حدیث صحیح سے ثابت
اسلام کے پیشوا قاضی شوکانی وغیرہ اس کے مقلدوں کی ہٹ دھرمی ظہور میں نہ آوے سبحان اللہ
محمدی اس حافظ محمد نے قاضی شوکانی کی تقلید سے بہ غرض تالیف کی ہے اس کے جمیع مسائل مطابق
صحیح کے ہیں اور یہ الواح بہت ہی صحیح ہے اور در اصل اس کا یہ حال ہے کہ صحیح حدیثوں میں خیانتیں
کئے اور ضعیف حدیثوں کے پیچھے لگ کر قاضی شوکانی کی تقلید میں اندھے گری ہیں آگے چل کر فقیر
کر دکھاوے گا کہ موضوع حدیث بنا کر اسی باب میں ایک اور جھوٹا مسئلہ بیان کیا ہے نعوذ باللہ من
فرعاً صحیح اور ثابت یہی ہے کہ عید کے دن بھی جمعہ فرض ہے اور رخصت صرف اہل عوالی وغیرہم معذورین
دے گئی تھی ہدایہ میں امام محمد علیہ الرحمۃ کی جامع صغیر سے لکھا ہے کہ دونوں عیدیں جب ایک دن میں
تو پہلے سنت ہے اور دوسری فرض اور ایک کا بھی ان میں سے چھوڑنا روا نہیں ہے انتہی مترجماً
الدر المختار میں علامہ ابن عبد البر سے لکھا ہے کہ عید کی نماز سے جمعہ کے سقوط کا قائل ہونا متروک اور
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل بادیہ اور جن پر جمعہ فرض نہیں ان کے لئے رخصت کا حکم
یہ ترجمہ ہے عبارۃ رد المحتار کا پہلے جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۵۵ سے دیکھنا چاہئے المقصود صحیح بخاری کی شرح
و قسطلانی وغیرہما میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب یعنے جمعہ میں مصر کی شرط ہونے کی دلیل
بھی لکھی ہے لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور ختم المحدثین والفقہا

کثرت کبیر بعینہ ہیں اور افضل المتاخرین مولانا زین الدین بن نجیم مصری نے بحرالرائق میں اور نیز بہ بیان شرح مواہب
وغیرہ احادیثی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بطور موقوف روایت
ہے بایں الفاظ کہ لاجمعۃ ولا تشریق ولا صلوۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ
ابن حزم یعنی اس حدیث کو ابن حزم نے محلے شرح موطا میں صحیح کہا اور صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی
۱۳۰ کے حاشیہ پر بھی عینی شرح بخاری سے بنقل ابن حزم جو غیر مقلدوں کے نزدیک بڑا معتبر محدث ہے
حدیث کا صحیح ہونا درج کیا ہے اور امام عسقلانی شارح صحیح بخاری نے بھی کتاب الدرایہ فی تخریج
احادیث الہدایہ میں لکھا ہے۔ وروی عبد الرزاق عن علی رضی اللہ عنہ لاجمعۃ ولا تشریق الا فی مصر
جامع واسنادہ صحیح انتہی اب یہ موقوف حدیث بحکم مرفوع میں ہے کما حققہ الامام ابن الہمام وغیرہ اور تصریح
سے حدیث صحیح ہی ہے صاف دلیل ہے اس پر کہ جنگلوں اور گاؤں میں جمعہ فرض نہیں مصر جامع میں جمعہ فرض
اور رسالہ تبصرہ کے صفحہ ۸۶ میں جو اس حدیث کے ناقابل حجت ہونے کے باب میں لکھا ہے کہ تمام اسناد اس
ضعیف ہیں اس واسطے نووی نے کہا کہ یہ بالاتفاق ضعیف ہے الخ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث
اسناد کے دو طریق ہیں حجاج کا طریق ضعیف ہے جریر عن منصور کا طریق صحیح ہے نووی کو اگر یہ صحیح طریق
معلوم ہوتا تو ایسا یعنے بالاتفاق ضعیف نہ کہتا جیساکہ صحیح بخاری مرقومہ بالا کے صفحہ ۱۲۲ کے حاشیہ پر مولانا احمد علی
حافظ لکھوی نے درج کیا ہے اور بعضے اور کتابوں کے نام جو رسالہ تبصرہ میں بابت بیان ضعف اس
حدیث کے بطور سند لکھی ہیں تو واضح رہے کہ رسالہ تبصرہ میں بہت سے بہتانات ہیں جیساکہ ایک مرتبہ
محمود شاہ ساکن ڈھینڈا ضلع ہزارہ کو جس نے اپنے نام سے اس رسالہ کو چھپوایا ہے قصور میں اور دوسری دفعہ
حافظ عبد الہادی کو جو وہ اصل مولف اس رسالہ کا کہلاتا ہے راولپنڈی میں بمکان قاضی میر عالم صاحب اکسٹرا
اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی کے مجمع کثیر میں ان غلطیات و بہتانات پر مطلع کرکے لاجواب کیا تھا جس کا شمہ
اشتہارات میں درج ہو چکا ہے اور اس رسالہ میں بھی اپنے موقع پر کئی بہتانات تبصرہ کا ذکر آویگا اور بالفعل
اس کی تکذیب اتنی ہی کافی ہے کہ تبصرہ کے صفحہ ۸۶ میں امام ابن حجر کی تلخیص سے ضعیف ہونا اس حدیث کا نقل
ہے اور فقیر ابھی اوپر نصب الرایہ سے جو کتاب معتبر اور مشہور انہیں امام ابن حجر علیہ الرحمۃ کی ہے صحیح ہونا اسناد

اس حدیث کا نقل کر چکا ہے دیکھو صفحہ ۱۳۱ سطر ۲ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی میں جس کے پاس یہ کتاب موجود ہو
لیکر دیکھ لے پھر کب ممکن ہے کہ ایک متبحر محقق عالم ایک ہی حدیث کو صحیح بھی لکھے اور ضعیف بھی

هل هذا الا تناقض وما يصدر الا من الناقصين   اور نیز صفحہ ۲۹ سطر

تبصرہ میں ضعیف بلکہ موضوع ہونا اسی حدیث کا بسند رسالہ جمعہ تالیف عبدالصمد خراسانی ناقلاً عن امام اعظم رضی
اللہ عنہ جو لکھا ہے سو وہ بھی غلط فہمی یا تغلیط عوامی ہے کیونکہ صریح ثابت ہے کہ بہت سے علماء کبار حنفی
جو عمدۃ الفقہا واسوۃ المحدثین بلکہ بعضے من المجتہدین ہیں اپنی تصانیف میں اس حدیث کو صحیح ثابت
کر امام صاحب کی دلیل لکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ اوپر فتح القدیر اور شرح کبیر اور بحر الرائق وغیرہ سے نقل
کیا ہے اور یہ کتابیں فقیر کے پاس موجود ہیں۔ جو چاہے دیکھ لے پس ہرگز باور نہیں ہو سکتا ہے کہ جب
محققین علماء حنفیہ کی کتابوں میں امام صاحب کی دلیل بیان کی جاوے اور محدثین بھی اس کو صحیح کہیں
تو عبدالصمد خراسانی اس کو بنقل امام صاحب ضعیف و موضوع جو لکھی تو سوائے بہتان عظیم کے کیا
تصور کیا جاوے ایسے واہی تباہی اور فرضی رسالوں کی سند سے مسائل مشہورہ متواترہ کا رد لکھنا اسی
قبیل سے ہے کہ سہ چہ دلاور است دزدیکہ بکف چراغ دارد ۔ علاوہ ازیں اسی تبصرہ کے صفحہ ۸۶ سطر
میں درج ہے کہ صحیح کہا ہے اس حدیث کو ابن حزم نے محلے میں انتہے اور ظاہر ہے کہ ابن حزم ان
کے ائمہ کبار میں سے ہے پھر ایسی حدیث اپنے مقتدا کے تصحیح والی کو ضعیف وغیرہ کہنا جیسا کہ تبصرہ والا
میں لکھا ہے سوائے کمال تعصب اور حق پوشی کے اور کیا سمجھا جاوے۔ والبتہ جیسا کہ ہم معتبرات سے اس
کی صحت ثابت کرکے بجنس کتابیں دکھلا دیتے ہیں ویسا ہی مولف تبصرہ وحافظ محمد لکھوی کے پاس کوئی
معتبر ضعف اس حدیث کی ہے تو پیش کرے انشاءاللہ تعالے ان کی مستندات سے ہے ان کا رد لکھا
جاوے گا وباللہ التوفیق اور یہ جو تبصرہ کے صفحہ ۸۹ میں اس حدیث کو بسبب موقوف اور محتمل ہونے کے ضعیف
اور ناقابل حجت لکھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مقلد حدیث موقوف کو صالح حجت نہ جانیں تو کیا
ہے اور ہم کو ان سے کیا سروکار ہمارے ائمہ مجتہدین دین کے نزدیک تو حدیث موقوف حجت ہے ۔ امام
اعظم رضی اللہ عنہ کی سند حصکفی کی شرح میں مولانا قاری امام صاحب کے شاگرد امام زفر علیہ الرحمۃ سے نقل

کرتے ہیں وعن ابن المبارک قال سمعت زفر يقول نحن لا نأخذ بالرأي ما دام اثر فاذا جاء الاثر
تركنا الرأي عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ میں نے امام زفر سے سنا کہتے ہیں کہ ہم قیاس پر نہیں چلتے جب تک قول صحابی ہے پس جب حدیث
موقوف مل جاوے ہم قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں ۱۲ دیکھو صفحہ ۲۵ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور میں اور مسند حصکفی میں بہت سی موقوف
حدیثیں موجود ہیں جن سے امام صاحب نے مسائل اخذ کئے ہیں اسی لئے معتبرات حنفیہ میں تصریح ہے
کہ حدیث موقوف سند ہے اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے موطا میں تو بہت سی موقوف حدیثیں موجود ہیں جیسا
کہ مصفے شرح موطا میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تصریح کی ہے دیکھو صفحہ ۱ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی میں
اور محتمل کو حجت نہ جاننا سخت جہالت ہے قرآن وحدیث میں الفاظ کثیر المعانی جن کو محتملات کہا جاتا ہے بکثرت
موجود ہیں اور مجتہدین دین برابر محتملات قرآن وحدیث سے بقرائن مرجحہ ایک معین معنے مراد رکھ کر مسائل شرعیہ
ثابت کرتے رہے ہیں جیسا کہ طالب علم اصول شاشی خوان بھی اس پر شاہد ہیں اور فقیر نے فقرہ مشہورہ اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال کو بخوبی بوجوہ رد کرکے بطور مناسب کے ساتھ رسالہ تفریح الجاث فریدکوٹ
میں اس کی تحقیق لکھی ہے من اراد تمام الاطلاع فليرجع اليه طرفہ تر اور یہ ہے کہ تبصرہ میں بہت
سی موقوف اور محتملات سے سندیں لی ہیں خود حدیث جو اثنا کی موقوف اور محتمل ہے جو تبصرہ کے صفحہ ۹ و
تفسیر محمدی میں اسے سند لے گئی ہے پس اپنے لئے موقوف اور محتمل کو سند جان لینا اور مجتہدین دین کی
سندوں کو اپنے منہ سے غیر مستند کہہ دینا سوائے اس کے کہ دروغگورا حافظہ نباشد اور کیا متصور ہو علاوہ ازیں
یہ حدیث موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ علم اصول حدیث میں مقرر ہے کہ جس بات میں اجتہاد اور عقل کو دخل
نہ ہو جب اس کو صحابی یا تابعی نقل کرے تو وہ حکماً مرفوع ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی کہا ہے
اگر دوسری اس فن کی کتابوں پر دسترس نہ ہو تو مشکوۃ کے ترجمہ فارسی کے مقدمہ میں دیکھ لو کہ ایسا ہی لکھا
ہے اور اس میں مطلقاً شک نہیں ہے کہ یہ حدیث مرتضوی بھی اسی قبیل سے ہے کہ جس میں عقل اور اجتہاد
کو دخل نہیں بلکہ واجب ہے کہ اس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سماع پر ہی حمل کریں اس لئے کہ
آیۃ شریف جمعہ کی فرضیت پر علے العموم دلیل ہے پس بعضے مکانوں سے جمعہ کی نفی کر دینی سوا ارشاد
نبوی کے غیر ممکن اور محال ہے کما فی الفتح القدیر صفحہ ۲۵ مطبوعہ لکھنؤ والشرح الکبیر صفحہ ۵۹ مطبوعہ لاہور

وغیرہ جواب بھی حدیث اور دوائمی عمل رسالت وخلافت سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ صحت جمعہ کیواسطے مصر شرط
ہے اور پنجوقتی نمازوں کی طرح جمعہ بلا شرط فرض نہیں ہے اور انواع محمدی وغیرہ میں جن حدیثوں سے جمعہ کا
بلا شرط فرض ہونا ثابت کیا ہے ان میں سے پہلی حدیث ابو داود میں تصریح ہے کہ غلام عورت مریض لڑکے
پر جمعہ فرض نہیں ہے پس جیسا کہ اس حدیث سے جمعہ کے واسطے خصوصیات نکلی ویسا ہی دوسری حدیث
سے مصر کی تخصیص نکل آئی پس حدیث شریف کے بعضے حکم کو مان لینا اور بعضے کو معاذاللہ جھوٹ وغیرہ
کہہ دینا مسلمان دیندار کا کام نہیں پھر مجتہدین دین نے جن حدیثوں سے جمعہ کی شرائط ثابت کی ہیں ان کو ضعیف
وغیرہ کہنا جیسا کہ قاضی شوکانی وحافظ محمد لکھوی وغیرہما لکھ رہے ہیں سوائے عناد اور تعصب کے کیا سمجھا
جاوے جن کا کمال ایمان ہے ان کا یہ بیان ہے جو کشف الغمہ میں لکھتے ہیں کہ جس حدیث کو کسی امام
مجتہد نے دلیل اپنی قرار دیا ہو ہم اس کی صحت کے قائل ہیں کیا معنے کہ اگر وہ حدیث ان کے نزدیک صحیح
نہ ہوتی تو وہ اس سے استدلال نہ کرتے ہم کو یہی دلیل صحت کی کافی ہے خواہ کوئی محدث اس کو جرح
ہی کرے مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹ میں دیکھو پھر یہی عارف شعرانی میزان کبریٰ کے پہلے جلد میں افادہ فرماتے
ہیں کہ جب میں نے چاروں مذہبوں کی خصوص حنفی مذہب کی دلیلوں کو بڑی کوشش وغور سے مطالعہ کیا اور ہدایہ
کی حدیثوں کی تخریج زیلعی وغیرہ کو بھی ملاحظہ کیا تو پایا امام صاحب اور ان کے شاگردوں کی دلیلوں کو یا ہیں
صحیح حسن ضعیف کثیر الطرق ملحق بصحیح یا حسن کے جیسے سند کی صحیح ہی پایا اور اکثر محدثین حدیث ضعیف
کثیر الطرق سے استناد کرتے رہے ہیں اور اس کو ملحق بصحیح وحسن جانتے ہیں یہ ترجمہ ہے عبارت میزان کا
مطبوعہ مصر کے صفحہ ۸۰ سے پھر صحنا جب حدیث مصر کو کئی محقق صحیح کہہ رہے ہیں جیسا کہ اوپر منقول ہو چکا ہے تاہم
ضعیف ناقابل حجت کہے جانا سوائے ہٹ دھرمی وعناد حنفیہ کے کیا تصور کیا جاوے طرفہ تر یہ ہے کہ ان
دونوں کو اپنے گھر کا کچھ حال معلوم نہیں ہے دیکھو رسالہ تبصرہ کے صفحہ ۹۲ میں جو دو حدیث ایک کشف الغمہ دوسری
دارقطنی کی بدین مضمون کہ ہر قریہ والوں پر جمعہ واجب ہے جب تین مقتدی اور ایک امام ہو جانتے دلیل لکھی
ہے اس مطلب پر کہ ہر گاؤں والوں پر جمعہ پڑھنا واجب ہے سو اس کے مولف کی یہ سمجھ ہے بہت وجوہ سے
کیونکہ اولاً تو ان دونوں حدیثوں کا صحیح ہونا کسی معتبر محدث کی سند سے بیان نہیں کیا ہے اور نہ ان کے راوی

لکھے ہیں جن کے حالات سے حدیث کا ضعف وغیرہ معلوم ہو سکے ثانیاً حدیث کشف الغمہ پر خود
صاحب کشف الغمہ نے اخذ نہیں کیا ہے کیونکہ تعداد میں اختلاف بیان کر کے اخیر میں جمعہ کے لئے اس
قدر جماعت کا ہونا ضروری بیان کیا ہے جس سے جمعہ شعار اسلام معلوم ہو دیکھو مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۲۱
میں جس سے صاحب تبصرہ کی جہالت ثابت ہوتی ہے ثالثاً حدیث دارقطنی مندرجہ تبصرہ کے اخیر میں
علامہ عسقلانی کتاب نصب الرایہ میں لکھتے ہیں واسنادہ واہ جداً یعنی اسناد اس حدیث کی نہایت
ضعیف ہے پھر اس کے حاشیہ پر لفظ تلخیص درج ہے کہ اس حدیث کو طبرانی اور ابن عدی نے
روایت کر کے ضعیف کہا ہے اور یہ حدیث منقطع بھی ہے دیکھو صفحہ ۱۴۱ نصب الرایہ مطبوعہ مطبع
فاروقی دہلی میں لکھنوی کے صفحہ ۹۲ میں شوکانی سے نقل کیا ہے کہ جو شخص قائل ہے اس کا کہ جمعہ تین
مقتدی اور ایک امام وغیرہ تعداد سے منعقد ہوتا ہے تو اس کا یہ دعوے قرآن وحدیث کے ایک
حرف سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا ہے بلکہ یہ دعوے باطل اور جھوٹی حکایتوں اور بناوٹی باتوں کی طرح
شریعت مطہرہ کے بالکل برخلاف ہے یہ ترجمہ ہے حاصل عبارت شوکانی کا اور اصل کتاب بھی موجود
ہے جو چاہے دیکھ لے پس جن کی سندیں خود ان کے مقتداؤں کی شہادت سے جھوٹے ہوں تو ان کے رسائل
اور مسئلوں کا کیا اعتبار ہے اور قاضی شوکانی اور اس کے مقلد مثل سید صدیق حسن بھوپالی وحافظ محمد
لکھوی کے بھی بہت سے مسائل اصول وفروع میں اہل سنت کے برخلاف ہو کر قرآن وحدیث
کو پس پشت ڈال گئے ہیں جیسا کہ سقوط نماز جمعہ عید کے دن کا حال اوپر لکھا گیا ہے کہ اس میں قرآن
مجید وصحیح حدیث کے مخالف ہو کر فرض قطعی کو ترک کرتے اور کراتے ہیں اور جمعہ کے ایک امام
اور صرف ایک مقتدی سے منعقد ہونے کے قائل ہیں دیکھو روضہ ندیہ شرح درر بہیہ کے صفحہ ۱۲۱ انواع
محمدی کے صفحہ ۹ میں حالانکہ یہ بات بھی قرآن وحدیث کے سراسر مخالف ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ
تعالیٰ نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ فرمایا ہے جس سے عربی کلام کے واقف پر بخوبی روشن ہے کہ ایک
امام ذکر کرنے والے کے سوا جمع کا مقدار ہو تب جمعہ منعقد ہو سکے اور ادنیٰ درجہ جمع کا تین آدمی ہیں اس لئے
امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک امام اور تین مقتدی سے بھی جمعہ شہروں میں منعقد ہو جاتا ہے

کما فی الفتح والشرح الکبیر وغیرھما اور شوکانی جو ایسے مسائل کو کہتا ہے کہ قرآن و حدیث کے

ایک حرف سے بھی ثابت نہیں ہیں جیسا کہ اوپر منقول ہو چکا ہے یہ اس کی دریدہ دہانی اور تعصبانہ و

تعانے کے مقبولوں کے حق میں درازلسانی ہے واللہ عزیز ذو انتقام اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف

میں دیکھا نہیں گیا ہے کہ ایک امام اور ایک مقتدی سے جمعہ ہو جاتا ہے بلکہ جمعہ تو جامع جماعات ہے

اس کے بارہ میں ایسا قائل ہونا نرا جنون ہے اور صریح قرآن و حدیث کی مخالفت ہے فویل لمن

ولاتباعہ ان لم یتوبوا پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ رسالہ تبصرہ کے ابتدا میں جو دو

ورقہ مطبوعہ بنام عقیدہ محمودیہ سید محمود شاہ نے چھپاں کیا ہے اس کے صلا میں حدیث پر عمل کرنے

کی یہ شرط بھی لکھی ہے کہ کسی امام نے ائمہ اربعہ میں سے اس پر عمل کیا ہوا تھے اور دو نو حدیثیں کیا بہت

احادیث رسالہ تبصرہ میں ایسی ہیں جن پر چاروں اماموں سے کسی ایک نے بھی عمل نہیں کیا ہے اور

تبصرہ کا مولف ان پر خود بھی عمل کرتا اور سب کو کہتا ہے وماھذا الاجنون ایسے قرینوں سے

ثابت ہے کہ رسالہ تبصرہ میاں محمود شاہ کی تالیف نہیں ہے اور حافظ عبداللہ اوے کا وہ دعوٰے

اشتہار درست ہے کہ محمود شاہ نے جھوٹ موٹ اس کو اپنے نام پر چھپوا لیا ہے اور نیز رسالہ تبصرہ

کی عبارت اگرچہ خام ہے مگر سید مشارالیہ کو اس قدر عبارت بنانے کا بھی ملکہ نہیں جیسا کہ اس کے ملاقاتی

یقین کرتے ہیں کہ بہت ہی کم علم ہے رہا جواثا میں جمعہ پڑھنے کا ذکر جس میں حافظ محمد لکھوی مولف انواع

محمدی و تفسیر محمدی اور مولف تبصرہ نے سخت بناوٹیں کیں اور کمال ہٹ دھرمی پر کمر باندھی مگر تاہم کچھ

بھی نہ بن پڑا کیونکہ اول تو حدیث جواثا موقوف یعنے صحابی کا قول ہے جو غیر مقلدین کے نزدیک قابل حجت

نہیں ہے علے الخصوص رسالہ تبصرہ کے صلا کے متن و حاشیہ پر اس کی تصریح موجود ہے پس ایسی دلیل سے جو

خود اپنے نزدیک ہی غیر معتبر ہو اثبات مطلب کرنا دیگر ان را نصیحت و خود را فضیحت اسی کا نام ہے دوم

حافظ محمد کا یہ قول سے نہ شرط جو حضرت پڑھیا جمعہ جواثا اندر یہ محض افترا اور بہتان ہے کیونکہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم تو جواثا میں تشریف ہی نہیں لے گئے آپ کا جمعہ پڑھنا جواثا میں کیونکر ثابت ہوا اور

حدیث بخاری جس میں جواثا کا ذکر ہے یہ ہے۔ عن ابن عباس قال اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد عبد القیس بجواثی من البحرین دیکھو صلا مطبوعہ

احمدی میں اس میں بھی آپ کے جواثا میں جمعہ پڑھنے کا ذکر جیسا ہونا ضروری ہوا ۱۲ نام و نشان نہیں ہے

پھر اسی حافظ محمد کے استاد مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے صحیح بخاری کے حاشیہ پر شرح عینی سے

لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ نہیں پایا جاتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جواثا میں جمعہ کے قائم کرنے

پر مطلع ہوئے تھے۔ اور اس کو قائم رکھا تھا صلا کے حاشیہ پر دیکھو اور اگر اس حاشیہ سے تسلی نہ ہو کہ حنفیوں

کی کتاب کا حوالہ ہے تو اصل کتاب قسطلانی شرح صحیح بخاری مطبوعہ کانپوری کے دوسری جلد کے صلا

میں دیکھو کہ ایک محدث شافعی المذہب لکھتا ہے کہ حنفیہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اول

تو جواثا گاؤں تھا اور بصورت تسلیم حدیث میں اس پر دلالت نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ

وسلم جواثا میں جمعہ پڑھنے پر مطلع ہوئے تھے اور اس کی تقریر فرمائی تھی پھر اس کے جواب میں شارح

قسطلانی لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ عبد القیس نے آپ کے امر سے ہی جمعہ ادا کیا ہوگا کیونکہ صحابہ امور

شرعیہ میں خصوص ایام وحی میں استبداد نہیں کرتے تھے یہ ترجمہ ہے خلاصہ کلام قسطلانی کا جسے صریح

ظاہر ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جواثا میں بذات خود جمعہ ادا نہیں فرمایا اور آپ کی اطلاع

میں بھی احتمال ہے اور رسالہ تبصرہ کے صلا سطر ۴ میں اقرار ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس

جمعہ کی اطلاع ہو گئی ہوگی پس بالاتفاق آپ کا جمعہ پڑھنا جواثا میں ثابت نہیں اور اس کی اطلاع میں

اختلاف ہے تو حافظ محمد کا یہ دعوی کہ آپ نے جواثا میں جمعہ پڑھا ہے اور نیز تفسیر محمدی سورہ جمعہ میں

یوں لکھنا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی مسجد میں جمعہ پڑھ کر پھر اگلا جمعہ عبد القیس جواثا میں

ادا کیا دیکھو صلا سطر ۱۰، مطبوعہ لاہور میں سو یہ اس حافظ محمد نئے محدث و مفسر کا رسول اکرم صلے

اللہ علیہ وسلم پر کذب اور جھوٹ باندھنا ہے علاوہ یہ ہے کہ عارف شعرانی جن کی میزان سے یہی حافظ

صاحب انواع محمدی کے صلا میں سند لے کر ان کو بنام امام شعرانی لکھتا ہے اسی میزان شعرانی میں فرماتے

ہیں کہ جواثا میں جمعہ اول قائم ہوا تھا وہ بعد الردۃ تھا دیکھو صلا سطر ۱ مطبوعہ مصر میں پھر یہی عارف شعرانی

اپنی کتاب کشف الغمہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو جمعہ جواثا میں قائم

ہونا درج ہے یہ پہلا جمعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا تھا بوقت مسلمان ہونے لوگوں کے بعد الردۃ انکے مترجما اور اصل عبارت عربی حاشیہ پر درج ہے فقیر کہتا ہے کہ تاریخ الخلفاء میں درج ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ ہجری میں علاء بن حضرمی کو افسر بنا کر ایک لشکر بحرین کی طرف بھیجا تھا کہ وہاں پر کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے پس لشکر اسلام نے جوانا میں ان سے محاربہ کیا اور فتحیاب ہوئے یہ ترجمہ ہے عبارت تاریخ الخلفا کا صفحہ مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور سے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی ازالۃ الخفا میں رقم طراز ہیں کہ بنی عبد القیس اور ایک جماعت لوگ بحرین کے پکے مسلمان تھے ابو بکر نے منذر بن ساوی سے مل کر پہلی خلافت میں ان مسلمانوں پر حملہ کیا تو ان کی التجا سے حضرت امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بسر کردگی علاء بن حضرمی کے لشکر اسلام جو بلکے محاربہ کو بھیجا راستہ میں انکی کرامت سے رفع تشنگی کے واسطے پانی ظاہر ہوا آخر مرتدوں پر شبخون کیا اور عظیم فتح حاصل ہوئی دیکھو صفحہ ۲۹ مطبوعہ مطبع بریلی میں اب اس روایت کے رو سے یہ پہلا جمعہ جواثا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال شریف سے قریب دو سال بعد قائم ہوا تو حافظ محمد کا پہلے سے زیادہ بہتان اور کذب باندھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا اور آپ پر جھوٹ باندھنے کی سزا متواتر حدیث صحیح میں یوں وارد ہے ۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہا البخاری آپ نے فرمایا جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا مکان دوزخ میں مقرر کر لے ۔

اس حدیث کے نیچے عینی اور قسطلانی صحیح بخاری کی شرحوں میں لکھا ہے کہ یہ حکم عام ہے ہر قسم کے جھوٹ میں یعنی جو شخص کوئی حکم وغیرہ اپنی طرف سے بنا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرے تو وہ اس وعید دخول دوزخ میں داخل ہے دیکھو قسطلانی مطبوعہ نولکشوری کے صفحہ ۱۰۰ میں مجمع البحار شرح صحاح ستہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ بعضوں کے نزدیک یہ جھوٹ بنانا کفر ہے امام الحرمین نے اپنے والد ابی محمد جوینی سے یہ قول نقل کیا ہے اور جمہور کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے الحاصل سخت افسوس ہے حافظ محمد صاحب نے اپنے خیال سے فقہ حنفی کے مسائل کو مخالف حدیث یہ رسالہ انواع محمدی بنایا اور اس میں

غلط حدیث درج کرکے اور امام اعظم صاحب کی دلیل صحیح حدیث کو ضعیف بتلا کے دیہاتیوں کی نمازوں کو برباد کر رہا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اور زیادہ تر افسوس ہے ان دیہاتیوں پر بزرگوں کے راستہ سے منحرف ہو کر ایسے رسالوں پر عمل درآمد کرنے لگ گئے اور ان لوگوں کے اس پھندے میں آگئے کہ ہمارے بزرگوں اور دوسرے علما کو علم حدیث نہ تھا ہم محدث حدیث والے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ ان کو حدیث اور اس کے ساتھ مس بھی نہیں ہے محقق پنجابی کے رسالہ بنا کر اور چھپوا کر بہ حق التصنیف بیچ کر روپیہ پیسہ کمانا مد نظر ہے ضعف الطالب والمطلوب تبصرہ کے صفحہ ۹۵ میں حدیث جواثا کو بدیں الفاظ نقل کیا ہے وعن ابن عباس قال ان اول جمعۃ جمعت فی الاسلام بعد جمعۃ جمعت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ لجمعۃ جمعت فی جواثا قریۃ من قری البحرین قال عثمان قریۃ من قری عبد القیس رواہ ابوداود والبخاری انتہی اس میں بخت خیانت رزی کی ہے کہ سنن ابوداود کی حدیث کے الفاظ نقل کرکے اسی کو صحیح بخاری کی روایت بھی بنا دیا ہے حالانکہ ابوداود اور بخاری کی روایت میں بہت سا تفاوت ہے چنانچہ صحیح بخاری میں قریۃ من قری البحرین ہرگز نہیں اور اس کے راویوں میں عثمان بھی راوی نہیں ہے جس نے قریۃ من قری عبد القیس کا فقرہ حدیث میں درج کیا ہے اوپر جو الفاظ روایت بخاری کے منقول ہوئے ہیں ان کو اس حدیث کے الفاظ سے مقابلہ کرنے سے حال ظاہر ہو جاتا ہے پس تبصرہ کے مؤلف نے مسلمانوں خصوصی دیہاتیوں کو دھوکہ دینے کی نیت سے ابوداود کی روایت کو بخاری کی طرف منسوب کرکے تغلیط کی کہ صحیح بخاری کی حدیث سے گاؤں میں جمعہ پڑھنا واجب ثابت ہوتا ہے تاکہ دیہاتی بھی جمعہ ہی پڑھ لیں اور ظہر ان کے ذمہ واجب الادا رہے حالانکہ یہ سب بہتان بندی ہے جیسا کہ ۱۳۱۷ھ میں محمود شاہ نے قصور میں کئی اہل علم کے روبرو تسلیم کر لیا تھا کہ یہ واقعی غلطی ہے اور ۱۳۲۰ھ میں فقیر سے حافظ عبد الجبار نے راولپنڈی میں اس رسالہ تبصرہ بابت جو گفتگو کی تھی تو اس کی طرف سے قاضی میر عالم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر راولپنڈی نے اول بہت سی تاویلات پیش کرکے اس جھوٹی نسبت کو سچا کرنا چاہا تھا جن کو فقیر نے بالمشافہ بعض فضلا اور کئی علماء راولپنڈی کے باطل کرکے ان کی پیش کردہ حدیث جمعہ مندرجہ مشکوۃ سے ہے دکھلا دیا تھا کہ در صورت